OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

خانقاہ سلطانیہ کی سماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

An Analytical Study of the Social Services of *Khānqāh Sultānia*

Muhammad Altaf

Doctoral Candidate Islamic Studies, G.C University Faisalabad

Dr. Muhammad Hamayun Abbas Shamas

Professor of Islamic Studies G.C University Faisalabad

Abstract

Islam is not only combination of rituals like Slāt and Sawm (fast)but it equally emphasizes on the importance of social services. We find many examples in the teaching of the Holy Quran and Hadīth where the rights of people have been stressed. The life of Holy prophet (PHUH) is a role model in this regard. Sufis have adopted the social services as basic subject of their training course. The shrine of Sultānia which is a famous shrine of Mujadidia Sufi order has this basic tradition. This shrine also promotes the love of humanity along with the remembrance of the Allah. The Sufi of this order practically help the people by constricting the noises for needy, providing the medical treatment to the poor patients and establishing schools for the community. They help those people who lived in far flung areas where there was no presence of government institutions.

Key Words: *Khānqāh Sultānia*, Social Services, Love, Peace, Humanity, Islam, Sufism, Sufis, Harmony

تمہید

عالمی سطح پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین محبت کا دور لانے کے لیے نیز اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے آج ضرورت ہے کہ اسلام کے روحانی اور انسانی پہلو کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کیا جائے۔ اسلام کے اس روحانی اور انسانی پہلو کا دوسرا نام تصوف ہے۔ تصوف یا صوفی کا لفظ خود صوفیائے کرام نے اپنے لئے وضع نہیں کیا بلکہ ان کے ایک خاص طرز زندگی کی وجہ سے ان کے لیے لفظ صوفی استعمال ہونے لگا۔ نیز تصف یا طریقت اپنی صحیح صورت میں دین کے نصف ثانی کا نمائندہ ہے اور صوفیائے کرام خدا کی زمین پر خدا کی اپنے بندوں کے لیے بے انتہا محسنوں کا مجموعہ ہیں اس لیے بلا تفریق رنگ و نسل

CC BY

،مذہب ومسلک، فقر وغنا وہ سب کے ساتھ محبت کے پہلو پر زور دیتے ہیں۔صوفیائے کرام بلا تفریق رنگ ونسل ،مذہب ومسلک، فقر وغناوہ سب کے ساتھ محبت کے پہلو پر زور دیتے ہیں۔اور اس سلسلہ میں ان کا ماخذ ومصدر آیت طیبات ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[1]

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ (ان کی جگہ) ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ (خود) محبت فرماتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ مومنوں پر نرم (اور) کافروں پر سخت ہوں گے اللہ کی راہ میں (خوب) جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ یہ (انقلابی کردار) اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا (ہے) خوب جاننے والا ہے۔

خدا کی محبت کے پہلو پر زور دینے کا ہی نتیجہ تھا کہ صوفیائے کرام کے درمیان انسانوں سے محبت کا نظریہ ایک مطلق اصول کے طور پر پیدا ہوا۔وہ نفرت کے بجائے محبت ،جنگ کے بجائے امن،اور ٹکراؤ کے بجائے مصالحت پر آخری حد تک زور دینے لگے۔اور مخلوق خدا کو ہمیشہ " الخلق عيال الله "[2] کے تناظر میں دیکھنے اور اسی بنیاد پر اس سے تعامل کرنے لگے۔ان کا یہ نظریہ انسانی سماج کے لیے غیر معمولی طور پر رحمت ثابت ہوا۔چنانچہ نافع السالکین میں چشتی صوفیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ "در طریق ماہست کہ با مسلمان وہندو صلح باید داشت" ہمارا اصول صلح ہے۔صوفیائے کرم کا یہی انداز فکر اور طریق تربیت مخلوق خدا کو ان کا گرویدہ بنا دیتا ہے۔ان کا انداز تربیت بڑا پر کشش مسحور کن اور بصیرت افروز ہوتا ہے۔

وہ مخلوق خدا کی خدمت کا کوئی دقیقہ فروز گذاشت نہیں ہونے دیتے۔وہ اس درخت کی مانند ہوتے ہیں۔جس سے لوگوں کو سایہ، لکڑی، پھل اور پھول ملتے ہیں لیکن خود درخت لوگوں سے کچھ نہیں چاہتا۔اہل خانقاہ کا بھی یہ ہی حال ہوتا ہے۔صوفیاء کرام دوسروں کو حسد کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔وہ دوسروں کے نقصان کے خواہش مند نہیں ہوتے بلکہ ان کا مطمع نظر " خير الناس من ينفع الناس"[3] ہوتا ہے۔ وأطعِموا الطَّعامَ ، وأفشوا السَّلامَ [4] کا مظہر اتم ہوتے ہیں۔ذیل میں ہم ایک ایسی ہی خانقاہی نظام کی سماجی خدمات بیان کریں گئے۔جس نے کشمیر بے آب وگیاہ پہاڑوں میں اخوت کی فراوانی اور محبت کی جہانگیری کی داغ بیل ڈال کر شاہراہ حیات کے نکلے مسافروں کو زندگی کی راہ تاباں دکھائی۔اس خانقاہ سے میری مراد خانقاہ سلطانیہ ہے۔جس کے بزرگوں کو دیکھ کر اکابر صوفیاء کی بلند اخلاقی قدروں اور درخشندہ علمی صفات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔جن کی آغوش شفقت ومحبت میں غنچہ دل کو ذوق تبسم نصیب ہوتا ہے۔جن کے قرب میں نفس کو سکون اور نظر کو قرار ملتا ہے۔جنہوں نے شب دیجور کا شکوہ کیے بغیر نوید سحر بن کر یہ ہر سو روشنی بکھیری۔جن کا قال: وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسْناً۔[5] جن کا حال: عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[6] جن کا میسرہ حیات: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔[7] کی عملی تفسیر تھے۔اس خانقاہ نے تبلیغ دین متین کی خدمت جلیلہ کے ساتھ ساتھ سماج کو سہارہ دینے اور سنوارنے میں بھی اسلاف صوفیاء کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہترین خدمات سر انجام دی ہیں اور سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔ہم ذیل میں تصوف کا سماج سے تعلق خدمت خلق کے حوالے سے اہل خانقاہ کا موقف اور خانقاہ سلطانیہ کی سماجی خدمات کا جائزہ لیں گئے۔

اس میں شک نہیں کہ خدمت خلق اہل خانقاہ کا وطیرہ رہا ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے وہ مثالیں قائم کیں بادشاہوں اور امراء کے بس کی بات نہیں۔اور حیران کن بات ہے کہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔خانقاہوں کی سماجی خدمات کا سلسلہ کبھی تعطل کا شکار نہیں ہوا۔دہلی کی مشہور خانقاہ خانقاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے ہزاروں افراد کی کفالت کا بیڑہ اٹھایا، خانقاہ میں حاضر ہونے والوں کی خدمت کے علاوہ جو نادار و کمزور وہاں نہیں آسکتے تھے۔ان کے لیے ان کا نان نفقہ ان کی دہلیز تک پہنچا دیا جاتا تھا۔غریب خاندانوں کو ماہانہ وظائف بھی عطا کیے جاتے تھے۔اس حوالے سے خلیل احمد نظامی لکھتے ہیں:

اس خانقاہ کے دروازے ہمیشہ علماء، حفاظ اور فقراء ومساکین کی مدد کے لئے کھلے رہتے۔علم حاصل کرنے والے طلباء کے اخراجات خانقاہ سے ہی پورے کئے جاتے تھے۔[8]

جو غریب خاندان دہلی سے دور جنوبی ہند میں رہتے تھے انکی مدد کے لئے بھی یہاں سے پیسے بھیج دیئے جاتے تھے۔غریب و بے سہارہ لوگ شادی بیاہ کے موقعوں پر خانقاہ کی طرف مدد کے لئے دیکھتے تھے۔اس خانقاہ کی یہ حالت تھی کہ ہر جمع کو لنگر خانہ میں جھاڑو پھیر دیا جاتا تھا اور کوئی بھی چیز باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی، جو کچھ بھی بچا کھچا ہوتا اسے خیرات کر دیا جاتا تھا۔[9]

خانقاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ہم نے بطور مثال پیش کیا ہے ورنہ اس طرح کی بے شمار خانقاہیں اس نہج پر خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دے رہی تھیں۔اور آج بھی خانقاہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور پاک وہند کی دیگر خانقاہیں اس حسین روایت کو بطریق اولی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ذیل میں اسی سلسلہ ذہبیہ کے تسلسل کو برقرار رکھنے والی خانقاہ سلطانیہ کی سماجی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا۔اس سے قبل سماجی خدمات اور اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں چند ایک معروضات پیش کی جاہیں گی۔

خدمت خلق اور اسلامی تعلیمات

اسلام سماجی اور رفاہی خدمات کو اللہ کے بندوں کا حق قرار دیتا ہے۔گویا جو لوگ یہ خدمات انجام دیتے ہیں وہ دوسرے انسانوں پر کوئی احسان نہیں کرتے، بلکہ اس فرض کو ادا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کیا ہے۔وہ ان لوگوں سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں، نہ ان پر احسان جتا کر ان کی خودی کو مجروح کرتے ہیں، بلکہ اپنے ان اعمال خیر کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں کہ اس نے انھیں اپنے بندوں کی خدمت کی توفیق بخشی۔قرآن کریم کی سورہ الدھر میں اللہ نے نیک بندوں کے یہ اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا، إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا[10]

”اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (اپنی طلب و حاجت ہونے کے باوُجود اِیثاراً) محتاج، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔(اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کے لئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ ہم تم سے کسی بدلہ کے خواست گار ہیں اور نہ شکر گزاری کے (خواہش مند) ہیں۔“

صوفیاء کرام کا یہ جذبہ خدمت خلق قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے اللہ رب العزت نے خدمت خلق کو اللہ کے بندوں کے اوصاف میں شامل کیا ہے۔اللہ کی مخلوق کی خدمت اور ان سے محبت یہ صوفیاء کرام کا خاصہ ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں لوگوں کی حاجت روائی اور ضروریات کو پورا کرنا بڑا فضیلت والا کام ہے۔ کتاب و سنت اور سلف صالحین کے عملی کردار کے مطالعہ سے اس عمل کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل میں خدمت خلق کے حوالے سے آیات واحادیث مبارکہ اور صوفیاء کے اقوال نقل کیے جارہے ہیں۔

خدمت خلق جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کا شیوہ رہا ہے۔ اس بات کا واضح ثبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جب آپ مدین تشریف لے گئے۔[11] تو انھوں نے دیکھا وہاں دو عورتیں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے کھڑی ہیں جب کہ دیگر چرواہے اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی رضا کی خاطر ان کی مدد کی۔

معاشرے کے محتاج لوگوں کی مالی خدمت کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس ہے اس میں غریب اور بے سہارہ لوگوں کا حصہ ہے قرآن کریم میں اللہ نے ارشاد فرمایا: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ [12] "اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم (حاجت مندوں) کا حق مقرر ہے۔"

صوفیاء کرام کے پیش نظر قرآن کریم کی یہ تعلیمات تھی جو ان کو خدمت خلق پر ابھارتی ہیں صوفیاء کرام بطریق احسن اس چیز کو جانتے ہیں کہ جو مال اللہ نے ہمیں دیا ہے اس میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کا حق رکھا ہوا ہے۔

اس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے متعدد ارشادات میں خدمت خلق کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يُسْلمه، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة."[13]

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ کو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔"

حاجت مند بھوکے لوگوں کو کھانا کھلانا کار ثواب اور رضائے الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے حدیث مبارکہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور بنی کریم ﷺ سے عرض کیا اسلام میں کون سا عمل بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: " تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ."[14]

"تم کھانا کھلاؤ اور ہر ایک کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔"

اس طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعبُدوا الرَّحمنَ ، وأطعِموا الطَّعامَ ، وأفشوا السَّلامَ تدخُلوا الجنَّةَ بسَلامٍ[15]

"رب رحمٰن کی عبادت کرو، مخلوق خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرنے کو رواج دو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گئے۔"

اس حدیث میں خدمت خلق کو سلامتی والا عمل قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ان فرامین سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خدمت خلق سلامتی والا عمل اور جنت میں لے جانے کا سبب ہے۔ یعنی خدمت خلق افضل ترین عبادت ہے اور یہ بندوں کا حق ہے۔

خدمت خلق اور صوفیاء:

معاشرہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور اسے درست رکھنا ان سبھی لوگوں کی ذمہ داری جو اس کا حصہ ہیں۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی بھی سبھی انسانوں پر لازم ہے، صوفیاء کی تعلیمات اس قدر انسان دوست ہیں کہ وہ سماج کو محبت اخوت کے سانچے میں ڈھالتی ہیں نیز لوگوں کو برداشت اور رواداری کا درس دیتی ہیں۔ صوفیاء کے اس تصور خدمت خلق کے حوالے سے پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"صوفیاء کی تعلیمات ہمیشہ سے امن پسند اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہیں برصغیر کی تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ صوفیاء نے یہاں اسلام کی اشاعت محبت اور بھائی چارے سے کی ہے۔ جن کے اثرات آج بھی برصغیر کی خانقاہوں میں موجود ہیں۔"[16]

صوفیائے کرام کی تعلیمات اور ملفوظات اور ان کے عمل سے خدمت خلق کا جو تصور ملتا ہے اس کی مثال معاشرے کے دیگر افراد کے کردار سے نہیں ملتی، صوفیائے کرام خود خدمت خلق میں پیش پیش رہتے ہیں اور دوسروں کو اس عامل کی ترغیب دیتے ہیں ذیل میں کی خدمت خلق کے حوالے سے صوفیائے کرام کی چند روایات نقل کی گئی ہیں۔

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں": حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا تناول نہیں کرتے تھے جب تک ان کے ساتھ دستر خوان پر کوئی یتیم نہ ہوتا۔"[17]

ابن ابی الدنیا نے امام حسن بصری کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے:

"امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن نوح اور حمید کو کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے بھیجا اور انہیں کہا کہ ثابت بنائی کے پاس جاؤ اور اسے بھی اپنے ساتھ شامل کر لو، جب وہ ثابت بنائی کے پاس گئے تو انھوں نے کہا میں اعتکاف بیٹھا ہوں، جب امام حسن بصری نے سنا تو فرمایا: اس سے کہو تمہارا کسی بھائی کی حاجت روائی کے لیے جانا تمہارے لیے یکے بعد دیگرے مسلسل حج کرنے سے بہتر ہے۔"[18]

امام جعفر بن صبہان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سلف صالحین کے زمانے میں مودت کے حوالے سے یہ کہا جاتا تھا کہ:

"مودت کی پہلی نشانی خندہ روئی ہے، دوسری نشانی اللہ کی مخلوق سے محبت و الفت اور تیسری نشانی لوگوں کی حاجات کو پورا کرنا ہے۔"[19]

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت عثمان ہارونیؒ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

"میں نے خواجہ مودود چشتیؒ کی زبانی سنا کہ اللہ تعالیٰ تین گروہوں کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے، پہلے وہ باہمت لوگ جو محنت کر کے اپنے کنبہ کو پالتے ہیں۔ دوسرے جو اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کا حکم مانتی ہیں۔ تیسرے وہ جو فقیروں اور عاجزوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔"[20]

اس قسم کے اقوال صوفیائے کرام کے ملفوظات اور انکی کتابوں میں بہت زیادہ ملتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خدمت خلق کو کتنا پسند کرتے ہیں۔ وہ اس خدمت کو نہ صرف خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ اسے انسانوں میں محبت اور بھائی چارہ کی اشاعت کا ذریعہ بھی تصور کرتے ہیں۔ صوفیائے کرام کی نظر میں سب انسان ایک خالق کی مخلوق ہیں لہٰذا اس نسبت سے سب کی خیر خواہی کی ذمہ داری سب پر ہے۔ اگر ایک شخص دوسرے کی بھلائی کے لئے کام نہ کرے تو بھی دوسرے اس کی بھلائی کا خیال رکھیں، یہی تصوف کا اہم سبق ہے اور صوفیاء نے اپنے کردار سے اسی کا درس دیا۔ ذیل میں ان تعلیمات کی روشنی میں خانقاہ سلطانیہ کی سماجی خدمات کے تصور کا جائزہ لیا گیا ہے۔

خانقاہ سلطانیہ ، پاک وہند کی جس شخصیت سے منسوب ہے، وہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں آسمانِ ولایت پر درخشندہ آفتاب کی مانند چمکنے والے حضرت قاضی خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی نقشبندی مجدّدی قدّس سرہ ہیں۔ آپ خانوادۂ صدیقی کے گلِ سر سبد ہیں، سلسلہ عالیہ نقشبدیہ مجدّدیہ کی روشن کڑی اور کشمیر جنت نظیر کے ماھتابِ رشد وہدایت تھے۔ آپ نے تقریباً چالیس برس کی عمر میں میرپور کے قریب "چچیاں "نامی بستی میں اپنا روحانی مرکز قائم کیا۔ جہاں انتہائی مؤثر انداز میں دعوت و تبلیغ اور رُشد وہدایت کے مبارک سلسلہ کا آغاز کیا۔"ثم یوضع له القبول فی الارض" کے آثار نمایاں ہوئے۔ خلقِ خدا دور دراز کے علاقوں سے رجوع کرنے لگی۔ مختصر وقت میں خانقاہ شریف، دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ احوال کا بڑا مرکز بن گئی۔ خانقاہ سلطانیہ کے روحانی اثرات نہ صرف آزاد کشمیر اور پنجاب میں ثبت ہیں بلکہ اطراف واکنافِ عالم میں بھی مجدّدی فیض سے طالبانِ حق مستفیض ہو رہے ہیں۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ خانقاہیں اور مزارات اولیاء عقیدت مندوں کی محض روحانی تسکین کے مراکز ہیں ہوتی اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان مراکز سے معاشی ومعاشرتی ترقی کا کوئی مفاد وابستہ ہیں ہوتا۔ اس مقالے میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ خانقاہ سلطانیہ کے مشائخ حضرت خواجہ سلطانِ عالم[21]، حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی،[22]حضرت خواجہ عبد الواحد نقشبندی رحمہم اللہ تعالیٰ[23] نے اپنی ساری زندگی خدمت خلق میں وقف کر رکھی تھی تاکہ معاشرے کو اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی برائیوں سے نجات دلا سکیں، اس طرح خانقاہ سلطانیہ روایتی خانقاہ نہیں رہی اور ان حضرات کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان حضرات کے مزارات روحانی مرکزیت کے ساتھ معاشرتی اصلاح اور ویلفیئر کے ادارے بن کر خدمت خلق کی ایک غیر اعلانیہ تنظیم کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ مفتی علیم الدین خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بعض مقروض لوگوں کو قرض خواہوں کی گرفت اور افتاد سے بچانے کے لیے مالی امداد کیا کرتے تھے، اس طرح بعض سفید پوش احباب کو مکان کی تعمیر اور شادی بیاہ کے سلسلہ میں مالی اعانت فرماتے، لیکن یہ کام اتنی رازداری اور پوشیدہ انداز میں کرتے کہ اس کا عام چرچا نہ ہو، اور کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہونے پائے۔"[24]

1۔ غریب بچوں کی شادیاں

اس دور میں بڑھتی ہوئی غربت مہنگائی بے روزگاری اور معاشرے کی غیر شرعی رسومات نے غریب والدین کے لیے بچوں کی شادیاں کروانا بہت مشکل کر دیا ہے۔ معاشرے کی بے حسی کی وجہ سے سماجی ٹوٹ پھوٹ عروج پر ہے۔ جہیز کے بڑھتے ہوئے رجحانات کی وجہ سے بھی غریب والدین کا اپنی بچیوں کی شادیوں کا مقدس دینی اور سماجی فریضہ مشکل ہو گیا ہے۔ جہیز نہ ہونے کی وجہ سے بچیاں اپنے والدین کے گھر بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ خانقاہ سلطانیہ نے اس چیز کو محسوس کرتے ہوئے غریب اور نادار بچوں اور بچیوں کی شادیوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ خانقاہ کی طرف سے ہونے والی شادی کی ایک مختصر تقریب ہوتی ہے جس میں نکاح کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور رخصتی کر دی جاتی ہے۔[25]

خانقاہ کی طرف سے بچیوں کو جہیز بھی دیا جاتا ہے جو کہ ضروری اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ خانقاہ کی طرف سے کروائی جانے والی شادیاں دو طرح کی ہوتی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ دولہا اور دلہن دونوں غریب ہوں تو دونوں کی شادی خانقاہ کی طرف سے کروائی جاتی ہے۔ اور دوسری قسم میں دولہا یا دلہن میں سے کوئی ایک غریب ہے تو اس کی شادی کے اخراجات خانقاہ کی طرف سے دیے جاتے ہیں۔[26]

پروفیسر اکبر داد ان شادیوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"یہ شادیاں بڑی خاموشی سے کی جاتی ہیں اِن کے لیے نہ کوئی اشتہار دیا جاتا ہے اور نہ کوئی اعلان وغیرہ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات نادار لوگوں کے قریبی رشتہ داروں کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ شادی کے اخراجات خانقاہ کی طرف سے دیے گئے ہیں۔ شادی کے اخراجات والدین کو خاموشی سے دے دیے جاتے ہیں۔"[27]

خانقاہ سلطانیہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد عبد الواحد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے حوالے سے پروفیسر مقبول احمد لکھتے ہیں: "آپ کے نزدیک تصوف مخلوق خدا کی خدمت، نفع رسانی اور ان کی دل آزاری سے بچنے کا نام ہے۔ اور اس کو عبادت کا درجہ دیتے تھے۔ اس لئے آپ بیواؤں اور یتیموں کی سرپرستی، نادار وغریب کی دادرسی اور ہر بے کس ومظلوم کی فریادرسی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ معاشی طور پر کمزور طلباء اور سنگیان طریقت کے غمی خوشی کے موقع پر مصارف اکثر اپنے ذمہ لیتے تھے۔"[28]

خانقاہ سلطانیہ کے مشائخ نادار وغریب لوگوں کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے ان پروگرامز کو پرنٹ اور سوشل میڈیا کا موضوع نہیں بننے دیتے۔ ان کا یہ طریقہ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق ہے۔

2۔ ہسپتال کا قیام

خانقاہِ سلطانیہ معاشرے کے لوگوں کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی اور صحت کے مسائل کے پیش نظر خانقاہ سلطانیہ نے غریب اور نادار لوگوں کی سہولت کے لیے ہسپتال قائم کیے۔ جہاں پر مریضوں کو مفت طبی امداد اور ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ ہسپتال لاکھوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہوئے جن کے تمام اخراجات خانقاہ کی طرف سے دیے گئے۔ خانقاہ سلطانیہ کی طرف سے ایک آئی ہسپتال کوٹلی اور دوسرا ہسپتال پاک پتن میں خانقاہ سلطانیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ ابو طاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا۔ ایک ہسپتال جہلم میں قائم کیا۔

آنکھیں اللہ کا عظیم تحفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اگر آنکھوں جیسے عظیم تحفہ سے نہ نوازتا تو انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق شدہ خوبصورت کائنات کو نہ دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی ہوئی چیز کو دیکھنا اور اس میں خدا کی مصوری کو پہچاننا اور اس میں غور وفکر کرنا سب آنکھوں کے نور کی بدولت ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کے ایک ایک عضو کو اپنی تخلیق کے بہترین پیرائے میں تخلیق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کام کرنے کے لیے ہاتھ، چلنے کے لیے پاؤں، سننے کے لیے کان، بولنے کے لیے منہ، چکھنے کے لیے زبان اور سونگھنے کے لیے ناک۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم کائنات کو دیکھنے کے لیے آنکھ جیسی نعمت عطاء فرمائی ہے۔ آنکھ کی بینائی کی قدر وقیمت وہ انسان جان سکتا ہے جو بینائی سے محروم ہو۔ بدقسمتی سے آج پوری دنیا میں ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو بینائی سے محروم ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق "37 ملین لوگ اندھاپن کا شکار ہیں۔ اس سے دگنا تعداد ان لوگوں کی ہے جو امراض چشم میں مبتلا ہیں۔"[29]

بدقسمتی سے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جہاں بینائی سے محروم یا امراض چشم میں مبتلا لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ (Punjab development statistics) کی رپوٹ کے مطابق "پاکستان کی کل آبادی کا 2.5 فیصد لوگ ایسے ہیں جو بینائی سے محروم ہیں یا امراض چشم میں مبتلا ہیں۔"[30]

ان سماجی مسائل کے پیش نظر خانقاہ سلطانیہ نے آئی ہسپتال قائم کیے۔ سلطانیہ آئی ہسپتال کوٹلی یہ ہسپتال ہاوسنگ سکیم کوٹلی میں واقع ہے۔ اس کی بنیاد 2001ء میں رکھی گئی۔ یہ ہسپتال خدمت خلق کے جذبے کے تحت بنایا گیا۔ منیر حسین مجددی اس حوالے سے حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین خانقاہ سلطانیہ) کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ہسپتال کے افتتاح کے موقع پر آپ نے فرمایا:"بندہ نے اپنے معمول کے کاموں سے ہٹ کر "آئی ہسپتال" کی بنیاد رکھی ہے ۔اس کی کامیابی کا انحصار اس سے وابستہ افراد کے اخلاص اور اللہ رتعالیٰ کی تائید پر ہے۔بندہ نے اسے کسی مالی منفعت کی غرض سے نہیں بلکہ حاجتمندوں، محتاجوں اور غرباء کو ایک سہولت پہنچانے کا جذبہ اس کی پشت پر کار فرما ہے۔"[31]

یہ ہسپتال ایک خطیر رقم کی لاگت سے تعمیر ہوا اور اب اس میں باقاعدہ علاج جاری ہے۔

سلطانیہ آئی ہسپتال کوٹلی کے حوالے سے غلام حسین نے بتایا:

''اس میں نادار اور غریب لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور ادویات دی جاتی ہیں۔جن مریضوں کی آنکھوں میں موتیا ہو اس کا مفت اپریشن کیا جاتا ہے اور ادویات دی جاتی ہیں۔ جن مریضوں کو عینک کی ضرورت ہو ان کو عینک بھی دی جاتی ہے ۔اس ہسپتال میں علاج کے لیے کسی قسم کی کوئی فیس نہیں رکھی گئی۔'[32]

سلطانیہ آئی ہسپتال کوٹلی میں جدید آپریشن تھیٹر بھی ہے جہاں مریضوں کا مفت آپریشن کی سہولت موجود ہے۔اس میں ڈسپنسری ہے جس مریضوں کو مفت ادویات دی جاتی ہیں۔اس میں تقریبا روز سو کے قریب مریضوں کا چیک اپ کیا جاتا ہے ۔اور سال میں دوبار آئی کیمپ بھی لگایا جاتا ہے۔

خانقاہ سلطانیہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد عبد الواحد صدیقی رحمۃ اللہ نے ایک ہسپتال جہلم میں بھی قائم کیا گیا ہے جس میں مریضوں کا ہومیو پیتھک طریقہ علاج پر علاج کیا جاتا ہے۔اس میں بھی مستحق مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ مفتی محمد علیم الدین اس حوالے سے لکھتے ہیں:"حاجی پیر صاحب دیسی علاج کو انگریزی دوائیوں پر فوقیت دیتے تھے۔ آپ کے نزدیک انگریزی طریقہ علاج مہنگا ہے لوگوں کے لیے مکمل علاج کروانا مشکل ہوتا ہے۔البتہ ہومیو پیتھک علاج قدر بہتر ہے۔سب سے بہترین علاج دیسی ہے ویونانی ہے میری خواہش ہے کہ یونانی علاج پر زیادہ تحقیق کی جائے اور اسے مخلوق خدا کے لیے بہتر اور مؤثر بنایا جائے۔"[33]

خانقاہ سلطانیہ کی طرف سے خدمت خلق کے لیے فری ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں اور جہلم میں سمبلی مدرسہ کے ساتھ ایک ہسپتال کیا۔ جس میں مریضوں کو مکمل چیک اپ کر کے بیماری کے لحاظ سے پوری دوائی دی جاتی ہے۔ مفتی علیم الدین صاحب لکھتے ہیں"اس کے لیے خانقاہ کی طرف حکم ہے کہ مریض کا مکمل چیک اپ کر کے دوائی دی جائے محض رسمی کاروائی نہ کی جائے۔"[34]

اس طرح خانقاہ سلطانیہ کی طرف سے ہر ماہ کے پہلے اور آخری جمعہ کو مختلف مقامات پر فری ہومیو پیتھک کیمپ لگائے جاتے ہیں۔

رحمۃ اللعالمین آئی ہسپتال پاکپتن یہ ہسپتال خانقاہ سلطانیہ کے خلیفہ ابو طاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا ہے اس میں مریضوں کا فری علاج کیا جاتا ہے ۔اس حوالے سے حافظ حامد رسول لکھتے ہیں:"رحمۃ للعلمین ہسپتال دو ایکڑ پر مشتمل ہے ۔شروع شروع میں ہر سال اس ہسپتال میں تین آئی کیمپ لگائے جاتے تھے غریبوں کا مفت آنکھوں کا اپریشن کیا جاتا تھا۔ان فری کیمپوں میں تقریبا تیس ہزار مریضوں کا علاج کیا گیا اور مریضوں کو مفت عینکیں دی گئی۔اور چار ہزار سے زائد مریضوں کی بینائی مفت اپریشن کے ذریعے بحال کی گئی۔"[35]

اس ہسپتال کی بنیاد خدمت خلق کے جذبے کے تحت 2001ء میں رکھی اور 2008ء میں اس کا کام مکمل ہوا اور باقاعدہ آغاز کر دیا۔ یہ ہسپتال 70 بستروں پر مشتمل ہے ہسپتال کی عمارت جدید تقاضوں کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی ہے۔ ہسپتال میں مریضوں کے لیے ایک جدید آپریشن تھیٹر بھی ہے۔ ہسپتال کے اندر فری ادویات کے لیے ڈسپنسری کی سہولت بھی موجود ہے۔[36]

اس ہسپتال میں ہر طرح کے مریضوں کا چیک اپ کیا جاتا ہے۔اور ادویات بھی دی جاتی ہیں مریضوں کے ساتھ ڈاکٹر کے رویے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے مفت ادویات دے کر کسی کی عزت نفس مجروح نہیں کی جاتی۔مریضوں کی سہولت کے پیش نظریہ ہسپتال اتوار کے دن بھی بند نہیں ہوتا۔صاحبزادہ ریاض احمد طاہر بیان کرتے ہیں : "OPD میں روزانہ کی بنیاد پر تقریبا 70 مریضوں کا مفت چیک اپ کیا جاتا ہے۔جس میں ہر طرح کے مریضوں کا معائنہ کیا جاتا ہے۔اور بروز اتوار خصوصی طور پر امراض چشم کے مریضوں کا مفت چیک اپ کیا جاتا ہے۔اتوار کے دن تقریبا 200 مریضوں کا چیک اپ ہوتا ہے۔"[37]

اس ہسپتال کے انتظام اور انصرام کے لیے باقاعدہ ایک بورڈ قائم کیا گیا ہے۔جس کی سرپرستی پیر محمد عبد السلام صدیقی (سجادہ نشین خانقاہ سلطانیہ جہلم) کر رہے ہیں۔

ان ہسپتالوں میں جو ادویات دی جاتی اور علاج کیا جاتا ہے اس کے لیے کسی بھی قسم کا کوئی چندہ وغیرہ جمع نہیں کیا جاتا۔اور نہ ہی امداد کے لیے کسی قسم کا اشتہار دیا جاتا ہے۔ان میں جو بھی اخراجات ہوتے ہیں وہ خانقاہ کی طرف سے دیے جاتے ہیں۔[38]

خانقاہ سلطانیہ کسی ضرورت مند کی جو بھی امداد کرتی ہے وہ رضائے الہی کے لیے کرتی ہے، اس وجہ سے ان کاموں کے لیے کوئی اشتہار نہیں دیا جاتا نہ ہی ڈونیشن جمع کی جاتی ہے۔اور نہ ہی ان جگہوں پر کوئی چندہ باکس رکھے جاتے ہیں جس سے لوگوں کو ترغیب دلائی جائے۔

3۔بیوہ اور مسکینوں کی امداد

حضور نبی کریم ﷺ جو دین لے کر تشریف لائے، اس کی رو سے بے کسوں، بے بسوں، بے سہارہ لوگوں، محتاجوں، غریبوں، مسکینوں اور معاشرے کے پسے ہوئے اور مایوس لوگوں سے ہمدردی اور ان کی خیر خواہی رب تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کا باعث ہے۔

بیوہ اور مسکین سماج کے کمزور ترین طبقات میں شامل ہیں۔جو کوئی ان کی مدد کرتا ہے اس کے لئے حدیث میں عظیم بشارت ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الساعی علي الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله واحبه قال: كالقائم لا يغتر وكالصائم الذي لا يفطر". بیوہ اور مسکین کے لیے تگ و دو کرنے والا ایسے شخص کی مثل ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔راوی کہتے ہیں: میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: ایسا شخص اور مسلسل نمازیں پڑھنے والے اور روزے رکھنے والے کی طرح ہے۔"[39]

مشائخ سلطانیہ نے اسوہ نبی کریم ﷺ کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل قرار دے رکھا تھا، بے کس نوازی، غریب پروری، مظلوموں کی امداد واعانت ان کے سفر زیست کا اوڑھنا بچھونا تھا، معاشرے کی ناہمواریوں کے پسے ہوئے افراد کی دلداری اور دل دہی ان کی فطرت میں شامل تھی۔

خانقاہ سلطانیہ کی طرف سے معاشرے کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی بنیادی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو ہر ماہ راشن دیا جاتا ہے۔راشن میں روزمرہ کی اشیاء ہوتی ہیں یہ راشن ہر ماہ دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ہر عید پر غریب اور نادار لوگوں کو عید گفٹ دیا جاتا ہے جو کہ نقدی اور عید کے کپڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔اسی طرح یتیم بچوں کو عید پر کپڑے اور جوتے دیے جاتے ہیں۔[40]

بعض یتیم بچوں کی کفالت بھی خانقاہ کرتی ہے۔اور ان کو دینی اور دنیوی تعلیم کے اخراجات بھی دیے جاتے ہیں۔اس کے لیے بھی خانقاہ کی طرف سے کوئی ترغیب یا چندہ وغیرہ جمع نہیں کیا جاتا اور اس طرح کا کوئی اعلان وغیرہ بھی نہیں کیا جاتا کہ خانقاہ کی طرف سے اتنے لوگوں کو راشن دیا جاتا ہے۔یہ سارا کام خاموشی سے کیا جاتا ہے تاکہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔[41]

خانقاہ سلطانیہ کی جانب سے بعض طلباء کو تعلیم کے لیے مالی اعانت بھی کی جاتی ہے۔ جو کہ مختلف اداروں میں زیر تعلیم ہیں۔ یہ امداد خاموشی سے کی جاتی ہے کہ تاکہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور وہ طلبہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔

منیر حسین مجددی خانقاہ سلطانیہ کے مشائخ کے معمولات سے حوالے سے لکھتے ہیں: "ہر آنے والے سے پہلے یہ دریافت کیا جاتا کھانا کھایا ہے۔ چائے پی ہے بعض لوگوں کے حالات دریافت کر کے انہیں کپڑے، کرایہ اور دیگر اشیاء چائے وغیرہ سے نوازتے۔ بعض قرض افراد کو خواہوں کی گرفت اور افتاد سے بچانے کے لیے مالی اعانت بھی کیا کرتے۔"[42]

مشائخ سلطانیہ معاشرے ہر طبقہ کے بے سہارہ لوگوں مدد کرتے تھے وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں اس حوالے سے ڈاکٹر معین نظامی لکھتے ہیں: "ضلع کوٹلی کی جیل میں قیدیوں کے لیے خانقاہ سلطانیہ کی طرف سے عید کے موقع پر کھانا بھیجا جاتا تھا۔ کھانا چھوٹے گوشت اور پلاؤ اور زردہ پر مشتمل ہوتا۔"[43]

دور جدید میں سوشل میڈیا پر اشتہار دیے جاتے ہیں، بعض تنظیمیں تو غریب اور نادار افراد کی تصویریں تک سوشل میڈیا پر لگا دیتی ہیں جس سے غریب افراد کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ خانقاہ سلطانیہ اس طریقہ کو پسند نہیں کرتی بلکہ مشائخ کا ویژن یہ ہے کہ جس کی جو بھی مدد کی جائے نہایت ہی خاموشی سے کی جائے تاکہ افراد معاشرہ کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

4۔ بے گھر افراد کے لیے مکانات کی تعمیر

روٹی کپڑا اور مکان افراد معاشرہ کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر نادار افراد کا معاشرے میں رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ خانقاہ سلطانیہ نے انہی ضرورتوں کے پیش نظر بے گھر افراد کو مکانات کی فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور بعض لوگوں کو مکانات تعمیر کر کے بھی دیے۔ اس حوالے سے مفتی علیم الدینؒ بیان فرماتے ہیں:

"جہلم کے قریب ایک خاندان تھا جو کہ مال مویشی پال کر اپنی گزر وبسر کرتا تھا۔ ان کا کوئی گھر نہیں تھا وہ لوگ سردیوں گرمیوں میں جھونپڑی میں رہتے تھے، خانقاہ سلطانیہ کے سجادہ نشین خواجہ محمد عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ نے اس خاندان کو کھاریاں کے قریب مکان بنا کر دیا اور ان کو راشن بھی دیا جاتا ہے۔"[44]

خواجہ محمد عبدالواحد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کھاریاں گجرات کے قریب ایک جگہ خریدی کہ یہاں پر مکانات تعمیر کر کے بے گھر افراد کو دیے جاہیں گئے۔ خصوصا مساجد کے آئمہ جو کہ کم آمدنی کی وجہ سے اپنے گھر نہیں بنا سکتے۔[45]

حافظ الیاس کے بقول بعض آئمہ مساجد کو خانقاہ کی طرف سے گھر تعمیر کر کے بھی دیے گئے جو اپنے گھر بنانے استطاعت نہیں رکھتے تھے۔[46]

خدمت خلق کا جذبہ خانقاہ سلطانیہ کے تمام مشائخ میں موجود تھا مشائخ ہر معاملے میں لوگوں کی مدد کرتے۔ ذکر صادق کے مصنف حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت خلق کے حوالے سے لکھتے ہیں: "خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حق خدمت ادا کرنے میں بڑی فیاضی کا مظاہرہ کرتے۔ معمولی خدمت پر حج وعمرہ پر بھیج دیتے اور دیگر امور میں بھی مدد فرماتے۔ اس طرح بعض سفید پوش لوگوں کو ان کے تعمیر مکان میں مالی اعانت فرماتے۔"

خانقاہ کی جانب سے اس کام کے لیے باقاعدہ کوئی فنڈ مقرر نہیں کیا گیا اور نہ ہی لوگوں اس طرح کی کوئی ترغیب کو دی جاتی ہے کہ لوگ اس کام کے لیے پیسے دیں۔ یہ کام خانقاہ کی آمدنی اور لوگوں کے حالات کے پیش نظر جہاں ممکن ہو سکے وہاں کر دیا جاتا ہے۔

لوگوں کو مکانات تعمیر کروا کر دینے کی روایت ہمیں اسلاف میں بھی ملتی ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے حوالے سے پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"ایک بار جب بیرونی حملہ آوروں کی وجہ سے لوگوں نے اپنے گھر چھوڑ دیئے تو انھوں نے اپنی خانقاہ کے عملے سے کہہ کر تباہ ہونے والے گھر خانقاہ کے خرچ پر دوبارہ بنوائے اور اس عمل کی نگرانی انھوں خود کی۔"

شیخ سعدی شیرازی نے اپنے طویل مطالعہ، مشاہدہ اور تجربات کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

خانقاہ سلطانیہ کے مشائخ نے اسلاف کی اس روایت کو اخلاص اور محبت کے ساتھ برقرار رکھا ہوا ہے۔ جس حد تک ہوسکے بے یار ومددگار لوگوں کی مدد کی جائے۔

خلاصہ بحث

مشائخ سلطانیہ نے جو خانقاہ قائم کی اس میں تعلیمی مراکز بھی ہیں جہاں غریبوں کے بچے مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ قیام گاہیں بھی ہیں جہاں بے گھر اور مسافر لوگ کچھ راتیں قیام کرسکتے ہیں۔ لنگر خانہ ہے جہاں سینکڑوں غریب اور بھوکے لوگ کھانا کھا سکتے ہیں۔ خانقاہ کے ساتھ مسجد ہے جہاں ایمان، سماجی فلاح و بہبود اور انسانی حقوق کے بارے میں مختصر خطبات دے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ معاشرے کی سماجی اور معاشی فلاح و بہبود کے لیے عملی کردار ادا کر کیا جارہا ہے۔ یہ خانقاہ معاشرے کی کئی طرح سے مدد کر رہی ہے۔ مثلاً غیر اعلانیہ مدد، تعاون، نفسیاتی معاونت مریدین اور زائرین کی روحانی اور مذہبی تربیت، بے گھروں کو قیام گاہ اور پناہ گاہ اور ہزاروں بھوکوں کو ماہانہ کھانا کھلانا۔ ماہانہ سینکڑوں گھرانوں کی مالی مدد کر کے ملکی سطح پر بلاواسطہ مدد کر رہی ہے۔ مزارات اور خانقاہ کے زائرین کی انفرادی پیش رفت اور خیر خواہی بھی ایک قسم کا تعاون ہے۔

References

1 Al-Māidah 5: 54.

2 Abū Bakar Aḥmad Ibn Ḥusain Baihqī, Sh'ub al-Iīmān wa Al-Ḥakam('Irāq: 1992 AD), Ḥadith: 7326.

3 Abū Al-Qāsim Sulimān Ibn Aḥmad Ṭabrānī, Al-Mu'jam al-Awsaṭ, Ḥadith: 578.

4 Muhammad Ibn 'Esā Tirmizī, Sunan Tirmizī (Ejypt: Maktbah Al-Khāljī, 2003 AD), Ḥadith: 1898.

5 Al-Baqrah 2: 83.

6 Al-Ḥashar 59: 9.

7 Al-Ṣaff 61: 2.

8 Khalīl Aḥmad Niẓāmī, Tārīkh Mashāikh Chishat (Karachi: Maktbah 'Ārfīn, 2005 AD), 234.

9 Ḥamīd Qalandar, Khair al-Majālis (Karachi: Wāḥid Book Dipo, 1992 AD), 75.

10 Al-Dahar 76: 21.

11 Al-Qaṣaṣ 28: 23, 24.

12 Al-Zāriyāt 51: 19.

13 Muhammad Ibn Isām'īl Bukhārī, Al-Jām' Al- Ṣaḥīḥ (Dimishq: Dār Ṭawq al-Nijāh, 2000AD), 2442.

14 Muslim Ibn al-Ḥajāj Al-Qushirī, Al-Muslim (Libnān: Dār Aḥyāh al-Turāth al-'Arbī, 1997 AD), 30.

[15] Tirmiẓī, Sunan Tirmiẓī, Ḥadīth: 1855.
[16] Niẓāmī, Tārīkh Mashāikh Chishat, 243.
[17] Abdullah Muhammad 'Ubaid Baghdādī, Qadhā al-Ḥawāij (Ejypt: Maktbah al-Qurān, 1988AD), 321.
[18] Baghdādī, Qadhā al-Ḥawāij, 103.
[19] Ḥanblī, Jām' al-'Ulūm wa al-Ḥakam, 341.
[20]Farīd al-Dīn 'Aṭār, Taẓkraj al-Auliyāh (Lahore: Al-Fārūq Book Foundation, 1997 AD), 231.
[21] Dr. Mu'īn Niẓāmī, Taẓkrah Sulṭānī.
[22] Muftī Muhammad 'Alīm al-Dīn, Nūr Khānqāh Hidāyat.
[23] Muftī Muhammad 'Alīm, Sīrat Saydī Farīd al-'Aṣar.
[24] Muhammad 'Alīm al-Dīn, Tazkrah Jānān (Jehlam: Khānqāh Sultāniyah, 2011 AD), 254.
[25] Muhammad Munīr Majadī, Zikar Ṣādiq (Kotlī: Khānqāh Fatḥiyah, 2009 AD), 34.
[26] Muftī, Nūr Khānqāh Hadāyat, 143.
[27] Prof. Akbar Dād, Al-Balāgh al-Mubīn (Kotlī: Khānqāh Fatḥiyah, 2007 AD), 123.
[28] Dr. Muhammad Isāq Qureshī, International Tasawaf Seminar (Faislabad: Al-Baghdād Printer, 2016 AD), 388.
[29] Report: Punjab development statistics 2016.
[30] Report: Punjab development statistics 2016.
[31] Muadadī, Zikar Ṣādiq, 45.
[32] Ghulām Ḥusain, Yādāsht Qalmī Nuskhah, 32.
[33] Muftī, Sayadī Farīd al-'Aṣār, 165.
[34] Muftī, Sayadī Farīd al-'Aṣār, 167.
[35] Ḥāmid Rasūl, Khāqāh Akbariyah Kī Dīnī Khidmāt (Pākpatan: Maktbah Naqashbandiyah, 2016 AD), 234.
[36] Rasūl, Khāqāh Akbariyah Kī Dīnī Khidmāt, 241.
[37] Riādh Aḥmad Ṭāhir, Sawāniḥ Ḥyāt, 323.
[38] Akbar Dād, Al-Balāgh al-Mubīn, 165.
[39] Bukhārī, Al-Jām' al-Ṣaḥīḥ, 395.
[40] Muftī, Tazkrah Jānān, 169.
[41] Muhammad Badar al-Islām, Āathār Akhlāq (Jehlam: Maktbah Sulṭāniyah, 2018 AD). 146.
[42] Mujadadī, Zikar Ṣādiq, 54.
[43] Nizāmī, Tazkrah Sulṭāniyah, 123.
[44] Muftī, Saydī Farīd al-Aṣar, 187.
[45] Muftī, Qalmī Nuskhah, 213.
[46] Ḥāfiz Ilyās, Yādāsht, 654.